Fikr-o-Nasar (Islamabad) 39:4 (2002)

تعارف و تبصرہ کتب

عنوان کتاب　:　عربی شاعری
مصنف　:　ڈاکٹر خورشید رضوی
ناشر　:　شیخ زائد اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور
سن طباعت　:　۲۰۰۱ء
صفحات　:　۱۱۸
قیمت　:　۳۶
تبصرہ نگار　:　ڈاکٹر محمد علی غوری ☆

عربی زبان و ادب کے معروف استاد اور اردو زبان کے ممتاز شاعر ڈاکٹر خورشید رضوی کی زیرِتبصرہ کتاب ''عربی شاعری'' کے تعارف اور اردو قارئین کو عربی شاعری سے آشنا کرنے کی ایک قابلِ تحسین کوشش ہے۔

کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں عہدِ جاہلیت کے شاعروں کا انتخاب ہے، تیسرا حصہ صدر اسلام سے بنو امیہ کے آخری دور تک کے شعراء پر مشتمل ہے جبکہ دوسرا حصہ اُن شاعروں پر مشتمل ہے جنھوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں ادوار دیکھے۔ کتاب کے ہر حصے میں اس دور کے چند شعراء کو منتخب کر کے ان کے نمائندہ کلام کا لفظی و معنوی ترجمہ دیا گیا ہے اور اس کے بعد توضیح پیش کی گئی ہے۔

عربی ادب کو فاضل مصنف نے بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک جاہلی ادب دوسرا اسلامی ادب۔ جاہلی ادب وہ زمانہ جاہلیت کا ادب ہے جس کے نمونے ہم تک ظہور اسلام سے تقریباً ۱۵۰ برس قبل پہنچے ہیں۔ لیکن یہ شاعری اتنی ترقی یافتہ تھی کہ اسے عربی شاعری کا آغاز ہرگز نہیں سمجھا جا سکتا۔ جاہلی شاعری کی تدوین پہلی صدی ہجری کے

☆ لیکچرر ریسرچ ایسوسی ایٹ، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad.　http://iri.iiu.edu.pk/

آخر میں ہوئی اس سے قبل وہ سینہ بسینہ زبانی روایت کے وسیلے سے زندہ رہی جس کے نتیجہ میں اس شاعری کا بہت سارا حصہ ضائع ہو گیا۔

فاضل مصنف کا خیال ہے کہ جاہلی شاعری کی نمائندگی معلقات اور دیوان حماسہ کافی حد تک کر سکتے ہیں۔ معلقات سے مراد جاہلیت کے وہ سات مشہور قصیدے ہیں جن کو کعبہ پر لٹکایا گیا تھا۔ ان قصیدوں کا انتخاب عرب کے مشہور ادبی بازاروں میں کیا جاتا تھا۔ عربوں کی یہ روایت تھی کہ اہم دستاویزات کو مشتہر کرنے کے لیے انہیں خانہ کعبہ پر آویزاں کیا جاتا تھا۔ ڈاکٹر خورشید رضوی صاحب نے اس ضمن میں بنوہاشم کے مقاطعہ اور اس معاہدہ کو کعبہ کی دیوار پر آویزاں کرنے کی مثال پیش فرمائی۔

معلقات کے شعراء کو اصحاب المعلقات کہا جاتا ہے اور وہ ہیں: امرؤالقیس، طرفۃ بن العبد، زہیر بن ابی سلمی، لبید بن ربیعہ، عمرو بن کلثوم، عنترہ بن شداد، حارث بن حلزہ۔

امرؤالقیس کا مختصر تعارف کرانے کے بعد فاضل مصنف نے ان کی شاعری کے دو نمونے پیش کیے۔ آغاز میں چار اشعار (ابیات) کا انتخاب کیا۔ ان میں سے ایک بہت ہی مشہور شعر یہ ہے:

مِکَرٍّ مِفَرٍ مُقْبِلٍ مُدْبِرٍ مَعاً　　　کَجُلْمودِ صَخْرٍ حَطَّهُ السَّیْلُ مِنْ عَلِ

جس کا ترجمہ مصنف نے اس طرح پیش کیا:

پلٹ پلٹ کر حملہ آور ہونے والا، پھرتی سے پیچھے ہٹ جانے والا، چہرہ دکھانے والا، پشت پھیرنے والا (یہ سب کچھ) بیک وقت جیسے چٹان سے ٹوٹا ہوا کوئی سنگ گراں ہو جسے پانی کے تیز دھارے نے بلندی سے لڑھکا دیا ہو۔

امرؤالقیس کی شاعری کا اعتراف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا تھا لیکن اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "وقائدھم إلی النار" کہ امرؤالقیس اشعر الشعراء تو ہے لیکن وہ جہنمی شعراء کا سردار ہوگا۔

مصنف نے بتایا کہ امرؤالقیس کا معلقہ اکیاسی (۸۱) اشعار پر مشتمل ہے اور وہ بحر طویل میں ہے۔ اور اسی طرح مصنف نے باقی اصحاب المعلقات کا تعارف بھی پیش کیا ہے۔ دوسرے حصے میں فاضل مصنف نے ان شعراء کا تعارف پیش کیا ہے جنہوں نے دور جاہلیت اور دور اسلام دونوں کو پایا جنہیں مخضرم کہا جاتا ہے۔ اس حصے میں انہوں نے تین

شعراء کا انتخاب کیا۔ حسانؓ بن ثابت جنہیں شاعر رسول کہا جاتا ہے، دوسرے الخنساء جو زمانہ جاہلیت میں کئی سال اپنے دو ہلاک ہونے والے بھائیوں کا ماتم کرتا رہا اور بہت مشہور مرثیے کہے لیکن جب اس نے اسلام قبول کیا اور اس کے چار بیٹوں نے جام شہادت نوش کیا تو اس نے یہ تاریخی جملہ کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے میرے بیٹوں کو مقام شہادت سے سرفراز فرما کر مجھے شرف بخشا اور تیسرا شاعر کعب بن زہیر ہے جو زہیر بن ابی سلمیٰ کا بیٹا ہے۔

کتاب کے آخری حصے کو ڈاکٹر خورشید رضوی صاحب نے ان اسلامی شعراء سے متعلق وقف کیا ہے جو صدر اسلام سے لے کر دور بنی امیہ تک پائے گئے ہیں۔ انہوں نے اس حصے میں پانچ شعراء اور ان کے بعض اشعار کا انتخاب کیا ہے۔ یہ پانچ شعراء ہیں: جمیل بن معمر جس کو جمیل بثینہ بھی کہتے ہیں، بثینہ اس کی محبوبہ تھی، عمر بن ابی ربیعہ اور مشہور زمانہ اصحاب النقائض شعراء: الاخطل، الفرزدق اور جریر۔

فاضل مصنف نے اپنی اس تصنیف لطیف میں یہ پیرایۂ بیان اختیار فرمایا کہ پہلے شاعر کا تعارف پھر اشعار کا انتخاب، مشکل الفاظ کے معانی اور پھر مفصل تشریح و توضیح پیش فرماتے ہیں۔

ڈاکٹر جمیلہ شوکت صاحبہ نے حرف اوّل میں بجا طور پر لکھا ہے کہ ڈاکٹر خورشید رضوی نے اس کتاب میں مدرسانہ انداز اختیار کیا ہے اس لیے کہ بنیادی طور پر ان کا مخاطب عربی زبان و ادب کا طالب علم ہے۔ البتہ عربی ادب اور فنون سے تعلق رکھنے والا قاری بھی اس سے مستفید ہو سکتا ہے۔

فاضل مصنف اگر جاہلی ادب اور اسلامی ادب کا مختصر سا موازنہ کرتے تو شاعری کے حوالے سے قاری کو مزید مفید معلومات حاصل ہو جاتیں۔ کتاب کے ص ۱۸ پر شعر کا منظوم ترجمہ قابل رشک کوشش ہے، اگر ڈاکٹر صاحب محترم اپنے اس ذوق کو محدود نہ فرماتے تو عربی ادب سے ذوق رکھنے والے بہت محظوظ ہوتے۔

میں مصنف کو اس قابل قدر کاوش پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ فاضل مصنف عباسی، عثمانی اور جدید دور کے عرب شعراء پر بھی اپنے بھرپور علمی و شعری ذوق سے عربی زبان و ادب کے طلبہ کو بالخصوص اور عام قارئین کو بالعموم مستفید فرمائیں گے۔